ماہنامہ

علمیت

لاہور

اکتوبر

2025ء

ہماری درس گاہوں میں جو یہ استاد ہوتے ہیں
حقیقت میں یہی تو قوم کی بنیاد ہوتے ہیں
یہی رکھتے ہیں شہرِ علم کی ہر راہ کو روشن
ہمیں منزل پہ پہنچا کر یہ کتنے شاد ہوتے ہیں

قصور: عالمی ٹیچرز ڈے کی مناسب سے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنیوالے اساتذہ کی اعزاز میں ڈی پی ایس سکول میں پروقار تقریب کا انعقاد کیا جارہا ہے

تھل یونیورسٹی بھکر میں ٹیچرز ڈے کے موقع پر وائس چانسلرز کیک کاٹ رہے ہیں۔

پاکستان میں تعلیمی دنیا کا ترجمان

ماہنامہ
Monthly ILMIAT Lahore

علمیت
لاہور

جلد نمبر 7 | شمارہ نمبر 10 | اکتوبر 2025ء

Monthlyilmiat@gmail.com www.ilmiatonline.com facebook.com/ilmiat

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

ایڈیٹر: احمد علی عتیق

ڈپٹی ایڈیٹر: پروفیسر محمد شریف

مجلس ادارات

- میاں عمران مسعود
- عباس تابش
- محمد اقبال چاند
- مرزا کاشف
- چوہدری افتخار احمد

قانونی مشیر: مقصود ملک ایڈووکیٹ، لاہور ہائی کورٹ

نمائندگان

- محمد زین العابدین... میانوالی
- مزمل شبیر... بہاولپور
- مظفر اقبال... لودھراں

گرافکس ڈیزائنر: محمد سعید یعقوب

فہرست مضامین

اداریہ	05
اساتذہ کا عالمی دن	06
اساتذہ کی قدر، تعاون اور تربیت کا عالمی دن	07
"معیاری تعلیم میں اساتذہ کا کردار"	09
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	10
جامعات اور صنعتوں کے مابین تعاون	11

ضرورت نامہ نگاران

تعلیمی میگزین ماہنامہ ''علمیت'' لاہور کیلئے پاکستان بھر کے تمام تحصیل و ضلعی مراکز سے نامہ نگاران کی ضرورت ہے۔ مکمل کوائف کے ساتھ رابطہ کریں۔ احمد علی، مینجنگ ایڈیٹر، واٹس ایپ نمبر: 0333 4969330
ای میل: monthlyilmiat@gmail.com

برائے رابطہ: عبداللہ سینٹر، فلیٹ نمبر 04، اعوان ٹاؤن، لاہور
0333-4969330
0300-8878410

قیمت فی شمارہ: -/200
زر تعاون سالانہ: -/2000

احمد علی پبلشر نے پرنٹر انتخاب جدید پریس سے چھپوا کر 56 لارکس کالونی گرڈ سٹیشن ایکسٹینشن II مغلپورہ روڈ گڑھی شاہو لاہور سے شائع کیا

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ① خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ②

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ ① جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ ②

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ③ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ④ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ⑤

تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ ③ جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ ④ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ ⑤

(سُورَۃُ العَلَق آیات ۱ تا ۵)

حدیث رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَن سلكَ طريقًا يلتمِسُ فيهِ علمًا ، سَهَّلَ اللهُ لهُ طريقًا إلى الجنَّةِ ،
جو شخص علم کی جستجو میں کسی راہ کا مسافر ہوا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتے ہیں۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

علامہ محمد اقبالؒ

ہمیں اپنی تعلیم کی پالیسی اور پروگرام کو اپنی عوام کے لیے موزوں، اپنی تاریخ و ثقافت سے ہم آہنگ اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہے۔

(قائداعظم 27 نومبر 1947 پہلی تعلیمی کانفرنس)

مسلمان کیلئے سب سے بڑا خطرہ اگر کوئی ہے تو یہی کہ وہ خود اسلام کی تعلیم سے ناواقف ہو، خود یہ نہ جانتا ہو کہ قرآن کیا سکھاتا ہے اور حضرت محمد ﷺ کیا ہدایت دے گئے ہیں۔ اس جہالت کی وجہ سے وہ خود بھی بھٹک سکتا ہے اور دوسرے دجال بھی اس کو بھٹکا سکتے ہیں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

فروغ علم اور تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہی کے لئے ماہنامہ علمیت لاہور کے خریدار بنیں

اداریہ

موجودہ حالات میں یونیورسٹیوں کا کردار

پاکستان کے اس نازک دور میں ریاست کے ہر فرد کا فرض اولین ہے کہ وہ پاکستان کو مضبوط کرنے کے لیے اپنا فرض ادا کرے۔ ہمارے دانشور ،ماہرین تعلیم سیاسیات اور معاشیات کو متحد ہو کر قوم کا اجتماعی شعور اجاگر کرنا چاہیے۔قوموں کی تعمیر و ترقی میں ہر ایک کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے اور بھر پور کردار ادا کرنا چاہیے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ کسی قوم کی ترقی کو دیکھنا چاہتے ہو تو اس کے اساتذہ کو دیکھو،اس کی جامعات اور یونیورسٹیوں کو دیکھو، جامعات کسی قوم کا پرتو اور اس کی نقاش ہوتی ہیں۔ایک متحرک یونیورسٹی معاشرتی سوچ اور فکر میں رہنمائی مہیا کرتی ہے۔اس لیے فکر اور سوچ کی تبدیلیوں کی بنیاد یونیورسٹی ہی میں رکھی جا سکتی ہے۔یونیورسٹیاں افکار کا دروازہ ہوتی ہیں۔جن معاشروں میں یونیورسٹیاں صرف انتظامی ڈھانچہ بن کر تنہائی میں چلی جائیں وہاں فکری سوچ ختم ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں تعلیمی ادارے غیر متحرک اور نا اہلیت کا شکار بن کر رہ گئے ہیں۔فکری اتحاد کا فقدان ہے۔غیر جمہوری قوتیں بھی ان اداروں کو کمزور کرتی ہیں۔سیاسی معاشرتی اور معاشی زوال کے نتیجے میں یونیورسٹیاں کوئی عالمی معیار نہ بنا سکیں۔اور نہ ہی فکر و سوچ کا مخزن بن کر علم اور تحقیق کے حوالے سے اپنی شناخت کرا سکی ہیں۔اس طرح انتظامی،سیاسی،معاشی اور معاشرتی فقدان کی وجہ سے یہاں ہر وقت بحران رہتا ہے۔ ترقی یافتہ اور آزاد معاشروں میں ادارے باقاعدہ منظم ہوتے ہیں۔پاکستان میں بیوروکریٹی ڈھانچے نے اس ارتقائی عمل کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے یونیورسٹیوں میں بیٹھے محققین،اساتذہ اور اساتذہ کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اس فکری سوچ کو آگے بڑھائیں۔علمی اور فکری درسگاہوں کا باہمی رابطہ اور فکر اور تحقیق کے عمل کو آزاد بنائیں۔اس کام میں ملکی پارلیمنٹ کو بھی شامل کریں۔ایک کھلی اور بے لاگ بحث کو کلاس روم،سیمینارز اور کانفرنسز تک لے جانے کی اشد ضرورت ہے۔ریسرچ کے ذریعے تعلیم کو عام کیا جا سکتا ہے۔یونیورسٹیوں میں تحقیق و تنقید کی نشستوں کا انعقاد اور جامعات کے دانشور اساتذہ کا فعال فکری کردار بھی ضروری ہے۔یونیورسٹی اساتذہ کی اڑان جدید تقاضوں سے آشنا،سیاسی و عمرانی تنقید اور تجربہ کی اہلیت سے مالا مال ہو۔وائس چانسلرز کمیٹیوں میں ایسے مشترکہ فورم تشکیل دیں۔جو پاکستان بھر میں جا کر مباحثہ کریں۔ہمارے عوام اب تک نئے سوشل کنٹریکٹ کے لیے تیار ہیں۔اس کنٹریکٹ میں جامعات اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔یونیورسٹیوں کو اپنے تحقیقی کردار کا تعین کرنا چاہیے۔ہمارے پاس اب وقت بہت کم ہے اور کام زیادہ ہے ۔ہماری جامعات اگر قوم کی فکری رہنمائی کا کردار ادا کریں تو قوم میں زندہ رہنے کا حوصلہ اور سلیقہ پیدا ہوگا۔جامعات محبتوں کی کاشتکاری اور نفرتوں کی بیخ کنی کریں تو قوم کو درپیش مسائل مل جل کر حل کرنے کا حوصلہ ملے گا۔دنیا کی یونیورسٹیوں نے موسمیاتی تبدیلیوں اور قدرتی آفات کے دوران بھی اپنے پروگرام بنا رکھے ہیں۔تاکہ تعلیم جیسے اہم فریضے میں کوئی خلل نہ آئے۔پاکستانی جامعات کو بھی اپنے طریقے کار پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔تاکہ قدرتی آفات کے دوران تعلیم کا سلسلہ باقاعدہ چلتا رہے۔یونیورسٹیوں کو صرف 15 یوم تعطیلات موسم گرم کرنی چاہییں۔تاکہ تعلیم کے سلسلے میں کوئی خلل نہ آئے۔لیکن ہماری جامعات ابھی بھی سنجیدگی سے نہ سوچیں گی تو پھر خدانخواستہ ہمیں بحیثیت قوم ختم ہونے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ہمیں یونیورسٹیوں میں خواتین کی ہراسمنٹ کو ختم کرنا ہوگا۔ممکن ہو سکے تو خواتین یونیورسٹیاں الگ ہوں۔اساتذہ کے تبادلوں اور ترقیوں کا کوئی بہتر طریقہ کار وضع کیا جائے۔سفارش کلچر کا خاتمہ کیا جائے۔

پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

اساتذہ کا عالمی دن

تحریر: پروفیسر ملک محمد شریف

ہر سال پانچ اکتوبر کو اساتذہ کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اس روز طلبہ، طالبات، والدین اور معاشرے کے تمام افراد استاد کی عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اساتذہ عالمی برادری سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ مشرق سے مغرب شمال سے جنوب کسی بھی گاؤں، قریہ، بستی میں چلے جائیں آپ کو استاد اور اس کے شاگرد ضرور ملیں گے۔ اساتذہ کے لیے احترام ان کے علم، پیشہ سے وابستگی کی بدولت ہے۔ دنیا میں ہر کامیاب اور ہر بڑے انسان کی کامیابی کا راز اس سے پوچھیں۔ تو وہ استاد کا ذکر ضرور کرے گا۔ اور اپنے لیے رول ماڈل تصور کرے گا۔ اساتذہ کی اہمیت کا حوالہ یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ سلطنت روم میں تعلیم غلاموں کے سپرد تھی۔ چشم فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ صبح کو جو اساتذہ طلبہ کو پڑھا رہے ہیں۔ شام کو وہی طلبہ ان کی پیٹھ پر کوڑے برسا رہے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر یہ عظیم سلطنت زوال پذیر ہوگئی۔ مشرقی پاکستان میں ہندو اساتذہ نے پاکستانی بچوں کے ذہن بدل دیے۔ وہ ہی نوجوان باغی ہو گیا۔ نتیجتاً بنگلہ دیش بنا۔ استاد کسی ملک اور قوم کی نظریاتی سرحدوں کا محافظ ہوتا ہے۔ لہذا استاد کو پہلے خود نظریاتی طور پر مضبوط ہونا چاہیے۔ استاد کا رول ماڈل ہونا ضروری ہے۔ اسلامی تصور تعلیم میں استاد کو اہم مقام حاصل ہے۔ انبیاء کا کام تزکیہ نفس ہے تو اساتذہ پر لازم ہے کہ وہ طلبہ کی تربیت کا بہترین انتظام کریں۔ عالم کو شہید پر فوقیت حاصل ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں علم کو خدا کی امانت سمجھ کر طلبہ تک پہنچائیں اور ان کو بھلائی کا درس دیں۔ پانچ اکتوبر کو اساتذہ کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر صدر اور وزیر اعظم نے دنیا بھر کے اساتذہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں اساتذہ تبدیلی کے علمبردار ہیں۔ اساتذہ کے فرائض کی انجام دہی میں ان کے حقوق کی حفاظت بھی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ تدریس ایک مقدس پیشہ ہے جس سے علم، اخلاق اور سماجی شعور پروان چڑھایا جاتا ہے۔ پاکستان کے اساتذہ ہمیشہ قومی تعمیر کے عمل میں صف اول رہے ہیں۔ مشکل حالات اور محدود وسائل کے باوجود علم کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہیں۔ ان کی استقامت اور عزم صمیم قابل فخر ہے۔ جو نوجوان نسل کو ملک کی ترقی اور خوشحالی میں موثر کردار ادا کرنے کے قابل بناتا ہے۔ تیزی سے بدلتی ہوئی ٹیکنالوجی، معاشی چیلنجز، اور ماحولیاتی تبدیلیوں کے تناظر میں اساتذہ تبدیلی کے علمبردار ہیں۔ اساتذہ کو جدید تدریسی مہارتوں، ڈیجیٹل ٹولز اور پیشہ ورانہ تربیت سے آراستہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ تا کہ وہ طلبہ کو نہ صرف علم بلکہ جدت، ہمدردی اور تحقیق کی سوچ سے مزین کر سکیں۔ حکومت پاکستان تدریسی شعبے کی مکمل سرپرستی کرے گی۔ ایک معلم کا کردار صرف کمرہ جماعت تک محدود نہیں بلکہ وہ طلبہ کی کردار سازی کرتے ہوئے ان کی زندگی کا رخ بھی متعین کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ استاد کو انسانی تہذیب کا معمار بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی قابل قدر خدمات کو

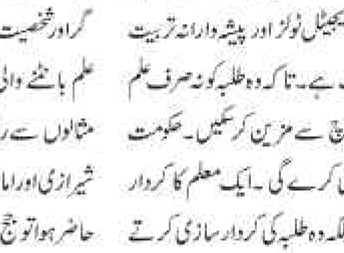

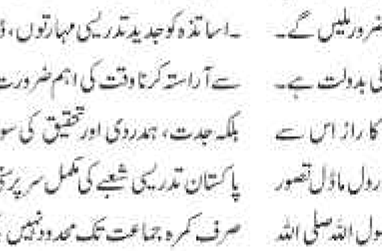

اجاگر کرنے کے لیے ہر سال پانچ اکتوبر کو عالمی یوم اساتذہ منایا جاتا ہے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ دنیا کے تعلیمی ماہرین، پالیسی ساز اور حکومتیں اساتذہ کے مقام کو رسمی تقاریر تک محدود نہ رکھیں۔ بلکہ عملاً یہ تسلیم کریں کہ عروج و زوال کا راز استاد کے وقار، آزادی اور صلاحیتوں سے مشروط ہے۔ اساتذہ کرام بھی اپنے اندر وہی اوصاف پیدا کریں، جو معلم انسانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیش کیے۔ آپ کا اسلوب تدریس، اساتذہ کے لیے مینار نور ہے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تعلیمی اصول بنا کر ایک مہذب اور خوشحال معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔ وہ ترسیل علم کو دلچسپ مشغلہ بنائیں۔ سخت سزائے دینے والے اساتذہ کا رعب تو ضرور ہوتا ہے مگر طلبہ کے دلوں میں عزت و احترام نہیں ہوتا۔ نصابی سرگرمیوں کے نام پر غیر اخلاقی مشاغل اختیار نہ کریں بہترین شخصیت سازی کے لیے تعمیر کے تربیتی پروگرام کا انعقاد کریں طلبہ کی ذہنی اور جسمانی صلاحیت اور ان کو نکھارنے کے لیے مہارتوں میں اضافہ کریں۔ جس میں کھیل کود آرٹس، ڈرائنگ اور تقریروں کے مقابلوں کے علاوہ کوئیز شو ٹیبلو اور اصلاحی ڈرامے شامل ہیں۔ مذہبی اور اخلاقی اقدار کو فروغ دیں۔ معلم معمار انسانیت، بادشاہ گر اور شخصیت ساز ہے۔ استاد کے بغیر کوئی فن نہیں آتا۔ تاریخ انسانی علم بانٹنے والی قابل قدر شخصیات کے ادب اور احترام کی درخشندہ مثالوں سے روشن ہے۔ جیسے امام ابوحنیفہ، امام مالک ارسطو۔ سعدی شیرازی اور امام غزالی شامل ہیں۔ اٹلی کی عدالت میں جب ایک استاد حاضر ہوا تو جج نے کہا، ٹیچر از ان دا کورٹ پھر جج سمیت سب احترام سے کھڑے ہو گئے۔ مشہور کہاوت ہے طالب علم اور حکومت استاد کا احترام کرے۔ ہمارے ہاں مثال موجود ہے کہ ایک وائس چانسلر ہتھکڑیوں سمیت عدالت میں آیا۔ استاد کو مرغا بنایا گیا۔ آج بھی استاد اپنے مطالبات کے لیے سڑکوں پر ہیں۔ اساتذہ پر لاٹھی چارج بھی کیا جاتا ہے۔ ان سے غیر معمولی کام لیے جاتے ہیں۔ ہمیں تاریخ سے سبق سیکھنا ہوگا اور استاد کے احترام اور حقوق کے حصول کو یقینی بنانا ہوگا صوبائی وزیر تعلیم رانا سکندر حیات نے بھی لاہور اور قصور میں اپنے خطاب میں پرائیوٹ اور گورنمنٹ سکولوں کے اساتذہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے کہ استاد قوم کا اثاثہ ہیں اور ملک کی ترقی کا دارومدار اساتذہ پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہترین کارکردگی کے ایک حامل اساتذہ کو انعامات دیے جا رہے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس میں جمعیت طلبہ نے اساتذہ تکریم واک کا اہتمام کیا۔ ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے طالب علم رہنماؤں نے کہا کہ استاد قوم کا معمار ہے۔ ہم اساتذہ کو عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انتظامیہ طلبہ اور اساتذہ کے جائز مطالبات تسلیم نہیں کرتی۔ انہوں نے کہا کہ انتظامیہ نے فیسوں میں بڑا اضافہ کر دیا ہے۔ جس سے غریب طلبہ تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہو جائیں گے۔ یونیورسٹی کے مختلف شعبوں اور سکولوں میں بھی اجلاس منعقد ہوئے مقررین نے اساتذہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

یوم اساتذہ
اساتذہ کی قدر، تعاون اور تربیت کا عالمی دن

احمد علی: ایڈیٹر علمیت

ہر سال 5 اکتوبر کو عالمی یوم اساتذہ (World Teachers' Day) منایا جاتا ہے۔ یہ دن 1966 میں بین الاقوامی محنت تنظیم (ILO) اور اقوام متحدہ کے تعلیمی، سائنسی و ثقافتی ادارے (UNESCO) کے درمیان دستخط کیے گئے اس تاریخی اعلامیے کی یاد دلاتا ہے جس میں اساتذہ کے مقام و مرتبے، تربیت، بھرتی، پیشہ ورانہ ترقی، اور محنت کے معیار کے لیے بین الاقوامی اصول وضع کیے گئے تھے۔

دنیا کے مختلف ممالک اپنے تعلیمی کیلنڈر کے مطابق یہ دن مختلف تاریخوں پر مناتے ہیں۔ مثلاً بھارت میں 5 ستمبر جبکہ آسٹریلیا میں اکتوبر کے آخری جمعے کو منایا جاتا ہے۔ عالمی یوم اساتذہ کیا ہے؟ عالمی یوم اساتذہ پہلی بار 1994 میں منایا گیا۔ یہ دن یونیسکو اور ایجوکیشن انٹرنیشنل (EI) کے اشتراک سے شروع کیا گیا تاکہ دنیا بھر میں اساتذہ کے کردار، مقام، اور خدمات کو اجاگر کیا جا سکے۔ یہ دن صرف شکریہ ادا کرنے کا موقع نہیں بلکہ تعلیم کے وسیع تر مسائل پر غور و فکر کرنے کا بھی دن ہے۔ ہر سال یونیسکو ایک نیا موضوع (Theme) متعارف کرواتا ہے تاکہ اساتذہ اور تعلیمی نظام سے جڑے عالمی مسائل پر توجہ دلائی جا سکے۔ گزشتہ برسوں کے موضوعات میں شامل ہیں: اساتذہ کا بااختیار بنانا (2017) عالمی سطح پر اساتذہ کی کمی کا ازالہ (2023) اساتذہ کی آواز کی قدر: تعلیم کے لیے نئے سماجی معاہدے کی جانب (2024) عالمی یوم اساتذہ 2025 کے لیے موضوع ہے: "تدریس کو ایک باہمی اشتراکی پیشہ کے طور پر ازسرِنو تشکیل دینا" (Recasting Teaching as a Collaborative Profession) اس سال یونیسکو اس بات پر زور دے رہا ہے کہ تدریس ایک انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی پیشہ ہے، جو اشتراک، رہنمائی اور ٹیم ورک سے پروان چڑھتا ہے۔ جب اساتذہ ایک دوسرے کے ساتھ تجربات بانٹتے ہیں، رہنمائی کرتے ہیں اور ساتھ ترقی کرتے ہیں تو پورا نظام تعلیم مضبوط ہوتا ہے۔ اس موقع پر ایتھوپیا میں منعقدہ پین افریکن کانفرنس برائے تدریسی تعلیم میں اس موضوع پر عالمی سطح پر مباحثے ہوں گے تاکہ تعاون اور رفاقت کی اہمیت کو اجاگر کیا جا سکے۔

عالمی یوم اساتذہ منانے کے طریقے اسکول، ادارے اور برادریاں اس دن کو کئی انداز میں منا سکتی ہیں: اساتذہ کی محنت اور خدمات کا اعتراف کیا جائے۔ طلبہ اور والدین کو شکریے کے خطوط یا پیغامات لکھنے کی ترغیب دی جائے۔ مقامی کاروباری اداروں سے کہا جائے کہ وہ اساتذہ کو خصوصی رعایتیں یا تحائف دیں۔ اساتذہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے مہمات یا چندہ جمع کیا جائے۔ ایک دن کے لیے اساتذہ کو آرام کا وقت دیا جائے اور ان کے لیے دوپہر کا کھانا یا چائے کا اہتمام کیا جائے۔ لیکن اصل مقصد صرف شکریہ ادا کرنا نہیں بلکہ اس بات کو اجاگر کرنا ہے کہ اگر ہم واقعی اپنے اساتذہ کی قدر کرتے ہیں تو ہمیں ایسے نظام تشکیل دینے ہوں گے جو ان کے باہمی تعاون اور پیشہ ورانہ ترقی کو فروغ دیں۔ اساتذہ کی رہنمائی اور تربیت (Mentorship) کی اہمیت عالمی یوم اساتذہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ایک اچھا استاد بننے کے لیے تجربہ، رہنمائی اور اشتراک ناگزیر ہیں۔ نئے اساتذہ کے لیے ایک تجربہ کار رہنما کا کردار زندگی بدل دینے والا ثابت ہو سکتا ہے۔ ڈیب باؤلز (Deb Bowles)، جو "گریٹ مائنڈز فاؤنڈیشن" میں استادوں کی تربیت کرتی ہیں، کہتی ہیں: "تدریس ایک عمل ہے جس میں وقت، مشاہدہ اور عزم درکار ہے۔ جب ایک رہنما استاد نئے استاد کو حوصلہ دیتا ہے، سنتا ہے اور اس کی رہنمائی کرتا ہے تو وہ پورے تعلیمی ماحول کو بہتر بناتا ہے۔" ایک مؤثر استاد بننے کے لیے رہنمائی کے اصول رشتہ قائم کریں: نئے استاد کے ساتھ دوستانہ مگر پیشہ ورانہ تعلق بنائیں۔ ایک ہدف طے کریں: تدریس کے کسی ایک پہلو پر توجہ دیں جیسے نظم و ضبط یا مکالمہ انگیز تدریس۔ مشاہدہ اور فیڈ بیک: سبق پڑھانے کے بعد مختصر مگر مثبت فیڈ بیک دیں۔ سماعت پر زور دیں: ہر وقت مشورہ دینے کے بجائے ان کے تجربات سنیں تاکہ وہ خود سیکھنے کا عمل جاری رکھ سکیں۔ اپنی کمزوریاں بانٹیں: نئے اساتذہ کو یہ احساس دلائیں کہ غلطیاں سیکھنے کا حصہ ہیں۔ نئے اساتذہ کے لیے رہنمائی سے فائدہ اٹھانے کے طریقے واضح سوال پوچھیں: عمومی سوالات کے بجائے مخصوص مدد مانگیں۔ احترام برقرار رکھیں: تعلق میں پیشہ ورانہ سنجیدگی قائم رکھیں۔ سچائی اختیار کریں: جب آپ کو مدد درکار ہو تو چھپائیں نہیں؛ رہنمائی اسی وقت کارآمد ہوتی ہے جب سچ بولا جائے۔ اساتذہ کی زبانی چند یادگار تجربات "میری رہنما استاد نے کہا: ہر کام کو گریڈ مت دو، ورنہ تم زندگی بھر کاپیوں میں گم رہو گے!" "میری رہنما نے میرے پہلے دن سے لے کر آج تک میری ہمت بڑھائی۔ اس کی بدولت میں آج بھی پڑھا رہی ہوں۔" "میری رہنما نے میرے لیے دو ہفتوں کا مکمل پلان تیار کیا تاکہ میں اپنے طلبہ کے ساتھ وقت گزار سکوں۔" "میری رہنما ہمیشہ کہتی تھیں: روزانہ کم از کم ایک طالبعلم کے دن کو بہتر بناؤ۔ اگر تم نے

عالمی یوم اساتذہ منانے کے طریقے اسکول، ادارے اور برادریاں اس دن کو کئی انداز میں منا سکتی ہیں: اساتذہ کی محنت اور خدمات کا اعتراف کیا جائے۔ طلبہ اور والدین کو شکریے کے خطوط یا پیغامات لکھنے کی ترغیب دی جائے۔ مقامی کاروباری اداروں سے کہا جائے کہ وہ اساتذہ کو خصوصی رعایتیں یا تحائف دیں۔ اساتذہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے مہمات یا چندہ جمع کیا جائے۔ ایک دن کے لیے اساتذہ کو آرام کا وقت دیا جائے اور ان کے لیے دوپہر کا کھانا یا چائے کا اہتمام کیا جائے۔ لیکن اصل مقصد صرف شکریہ ادا کرنا نہیں بلکہ اس بات کو اجاگر کرنا ہے کہ اگر ہم واقعی اپنے اساتذہ کی قدر کرتے ہیں تو ہمیں ایسے نظام تشکیل دینے ہوں گے جو ان کے باہمی تعاون اور پیشہ ورانہ ترقی کو فروغ دیں۔

شعبہ سوشل ورک اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے زیراہتمام عالمی اساتذہ ڈے کی مناسبت سے منعقدہ تقریب کے موقع پر وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد کامران طلبا و طالبات کے ہمراہ

یہ کرلیا تو تم نے اپنی ذمہ داری پوری کر لی۔" 2025 کا موضوع: تدریس بطور اشتراکی پیشہ کے لیے یونیسکو نے موضوع مقرر کیا ہے: "Recasting Teaching as a Collaborative Profession" (تدریس کو ایک باہمی اشتراکی پیشہ کے طور پر از سرِ نو تشکیل دینا) یہ موضوع اس بات پر زور دیتا ہے کہ تدریس صرف انفرادی عمل نہیں بلکہ ایک اجتماعی اور باہمی تعاون پر مبنی پیشہ ہے۔ اساتذہ جب ایک دوسرے کے تجربات سے سیکھتے ہیں، رہنمائی کرتے ہیں اور اشتراک کے ذریعے اپنی تدریسی صلاحیتوں کو بہتر بناتے ہیں تو تعلیمی معیار میں حقیقی بہتری آتی ہے۔ یونیسکو نے اس سال پین افریکن کانفرنس برائے تدریسی تعلیم (Ethiopia) میں عالمی سطح پر اس موضوع کو مرکزی حیثیت دی ہے، تاکہ اشتراک، رہنمائی اور ٹیم ورک کے فروغ کی ضرورت پر زور دیا جا سکے۔ عالمی یومِ اساتذہ کے موقع پر سرگرمیاں تعلیمی ادارے، مقامی تنظیمیں اور برادریاں اس دن کو منانے کے لیے مختلف اقدامات کر سکتی ہیں، جن میں شامل ہیں: اساتذہ کی خدمات کا اعتراف: سرکاری اور نجی سطح پر ان کے اعزاز میں تقریبات۔ طلبہ و والدین کے شکریہ نامے: جذباتی پیغامات، خطوط یا کارڈز کے ذریعے اظہارِ تشکر۔ کاروباری اشتراک: مقامی کاروباروں کی جانب سے رعایتیں یا تحائف۔ اساتذہ کی سہولت کاری: ایک دن کے لیے انتظامیہ یا والدین تدریسی ذمہ داریاں سنبھالیں تاکہ اساتذہ کو آرام اور وقت مل سکے۔ علمی نشستیں: اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت، اشتراک اور Mentorship پر مبنی مذاکرے۔ اساتذہ کی رہنمائی (Mentorship) تدریس کا روحانی پہلو اساتذہ کی تربیت اور رہنمائی کو تعلیم کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ ایک تجربہ کار استاد کا مشاہدہ اور مشورہ نئے اساتذہ کے لیے رہنما چراغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈیب باؤلز (Deb Bowles)، جو "گریٹ نکس فاؤنڈیشن" سے وابستہ ہیں، کہتی ہیں: "رہنمائی کا مطلب صرف ہدایت دینا نہیں، بلکہ ایک نئے استاد کے ساتھ اعتماد کا رشتہ قائم کرنا ہے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو کھل کر بروئے کار لا سکے۔" مؤثر رہنمائی کے اصول اعتماد سازی: رہنما اور نئے استاد کے درمیان باہمی احترام۔ مشاہدہ و فیڈ بیک: سبق پڑھانے کے بعد مختصر اور مثبت تبصرہ۔ تدریجی ہدف: ایک وقت میں ایک ہدف طے کیا جائے تاکہ ارتقا ممکن ہو۔ سماعت پر زور: صرف بولنے کے بجائے نئے استاد کو سننا بھی رہنمائی کا حصہ ہے۔ عملی مثالیں: رہنما استاد اپنی ناکامیوں کے تجربات بھی بانٹے تاکہ نئے اساتذہ کو حوصلہ ملے۔ نئے اساتذہ کے لیے تجاویز واضح سوالات کریں، تاکہ رہنما مؤثر جواب دے سکے۔ احترام اور پیشہ ورانہ رویہ برقرار رکھیں۔ مدد طلب کرنے میں ہچکچاہٹ نہ کریں سیکھنے کا پہلا قدم یہی ہے۔ اساتذہ کے تجربات رہنمائی کے چند واقعات "میری رہنما استاد نے کہا: ہر کام کو گریڈ مت دو، ورنہ تم زندگی بھر کاپیاں ہی چیک کرتی رہو گی!" میگی ایم "میری رہنما نے مجھے پہلا ہفتہ آسان بنایا، ہر سبق تیار کر دیا۔ اس کی بدولت میں طلبہ سے جڑ سکی۔" ایلیسن ایس "میری رہنما ہمیشہ کہتی تھیں: روزانہ کم از کم ایک بچے کا دن بہتر بناؤ۔ اگر تم نے یہ کیا تو تم نے اپنی ذمہ داری پوری کر لی۔" نتیجہ و سفارشات عالمی یومِ اساتذہ ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ اساتذہ قوم کے فکری معمار ہیں۔ ان کی تربیت، رہنمائی، اشتراک اور عزت افزائی دراصل معاشرے کے روشن مستقبل میں سرمایہ کاری ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں تعلیمی پالیسیوں کو اس بات پر زور دینا چاہیے کہ: تدریسی پیشے کو اجتماعی و اشتراکی حیثیت دی جائے۔ اساتذہ کے لیے پیشہ ورانہ تربیت کے مستقل پروگرام ہوں۔ Mentorship کو سرکاری تعلیمی ڈھانچے میں باقاعدہ حیثیت دی جائے۔

"معیاری تعلیم میں اساتذہ کا کردار"

نبیلہ حنیف

باب اوّل: تعارف تعلیم انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ یہ وہ طاقت ہے جو فرد کی سوچ کو جلا دیتی ہے، کردار کو نکھارتی ہے اور معاشرے کو ترقی کی راہوں پر گامزن کرتی ہے۔ اگر تعلیم کو معاشرتی ترقی کا ستون کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ مگر تعلیم کی اصل روح اس وقت ہی سامنے آتی ہے جب وہ معیاری ہو۔ معیاری تعلیم وہ ہے جو صرف کتابی علم تک محدود نہ ہو بلکہ شخصیت سازی، اخلاقی تربیت، تخلیقی سوچ اور عملی زندگی کے لیے راہنمائی فراہم کرے۔ اس پورے عمل میں سب سے اہم کردار استاد کا ہے۔ استاد نہ صرف علم کا

سرچشمہ ہے بلکہ ایک رہنما، مربی اور مصلح بھی ہے۔ وہ نسلِ نو کو سنوارتا ہے، خوابوں کو حقیقت میں بدلنے کا حوصلہ دیتا ہے اور قوم کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لیے اپنی صلاحیتیں صرف کرتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ "ایک اچھا استاد ایک قوم کی تقدیر بدل سکتا ہے"۔ باب دوم: تعلیم کی اہمیت اور معیار کی وضاحت تعلیم کو اکثر "روشنی" سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ جہالت کی تاریکی میں علم ہی وہ چراغ ہے جو راہیں روشن کرتا ہے۔ لیکن تعلیم صرف اسی وقت کارآمد ہوتی ہے جب اس کا معیار بلند ہو۔ معیاری تعلیم کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں: 1. علم کا ایسا نظام جو عملی زندگی سے ہم آہنگ ہو۔ 2. کردار سازی اور اخلاقی اقدار کی ترویج۔ 3. تخلیقی سوچ اور سوال کرنے کی آزادی۔ 4. جدید سائنسی و ٹیکنالوجی کے تقاضوں کے مطابق نصاب۔ 5. طلبہ کی انفرادی صلاحیتوں کے مطابق رہنمائی۔ معیاری تعلیم محض ڈگری حاصل کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ طلبہ کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنی اور معاشرے کی بہتری کے لیے مثبت کردار ادا کریں۔ اور یہ سب کچھ استاد کے بغیر ممکن نہیں۔ باب سوم: اساتذہ کی حیثیت اور ان کا کردار اسلام میں استاد کو روحانی والدین کا درجہ دیا گیا ہے۔ استاد شاگرد کو نہ صرف تعلیم دیتا ہے بلکہ اسے انسانیت کے اعلیٰ اقدار سے بھی روشناس کراتا ہے۔ اساتذہ کے اہم کردار درج ذیل ہیں: علم کی ترسیل: مشکل سے مشکل موضوع کو آسان انداز میں طلبہ تک پہنچانا۔ رہنمائی: نصاب سے باہر بھی زندگی کے عملی پہلوؤں پر مشورہ دینا۔ حوصلہ افزائی: طلبہ کی کامیابیوں پر ان کو سراہنا اور ناکامی پر ان کو سنبھالنا۔ نمونہ عمل: استاد خود اپنی زندگی میں وہ اقدار اپناتا ہے جو وہ شاگردوں کو سکھاتا ہے۔ باب چہارم: کردار سازی اور اخلاقی تربیت تعلیم کا اصل مقصد صرف ذہانت پیدا کرنا نہیں بلکہ اچھے انسان تیار کرنا ہے۔ استاد اپنے شاگردوں کو سچائی، دیانتداری، ایثار اور خدمتِ خلق جیسی اقدار سکھاتا ہے۔ استاد کا اندازِ گفتگو، لباس اور رویہ شاگردوں پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ استاد ایک مثالی شخصیت ہوتا ہے جسے طلبہ عملی زندگی میں فالو کرتے ہیں۔ معاشرتی بگاڑ کو درست کرنے کے لیے استاد کردار سازی کے ذریعے نوجوان نسل کو راہِ راست پر لاتا ہے۔ باب پنجم: سماجی اور معاشرتی اصلاح میں اساتذہ کا کردار اساتذہ صرف کلاس روم تک محدود نہیں ہوتے بلکہ معاشرے میں بھی ایک رہنما کا کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ سماجی برائیوں جیسے جھوٹ، کرپشن اور تعصب کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔ وہ طلبہ کو قوم پرستی، اخوت اور بھائی چارے کی تعلیم دیتے ہیں۔ استاد کی رہنمائی سے نوجوان سماج میں مثبت تبدیلیاں لانے والے کردار بنتے ہیں۔ باب ششم: جدید تقاضوں کے مطابق تدریس آج کا دور ٹیکنالوجی اور سائنس کا دور

ہے۔تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے لیے اساتذہ کو نئے طریقہ ہائے تدریس اپنانا ناگزیر ہے۔جدید تدریسی آلات مثلاً کمپیوٹر، پروجیکٹر، انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل لائبریری کا استعمال۔نصاب کو جدید سائنسی علوم سے ہم آہنگ کرنا۔طلبہ کو عالمی سطح پر مقابلے کے لیے تیار کرنا۔باب ہفتم: اساتذہ اور ٹیکنالوجی ٹیکنالوجی نے تدریس کے انداز بدل دیے ہیں۔ایک اچھا استاد جدید ٹیکنالوجی کو اپنی تدریسی حکمت عملی میں شامل کرتا ہے۔آن لائن کلاسز اور ورچوئل لرننگ کے ذریعے تعلیم کو عام کرنا۔ای۔بکس، آن لائن ٹیسٹ اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا استعمال۔طلبہ کو ٹیکنالوجی کے مثبت استعمال کی ترغیب دینا تاکہ وہ دنیا کے ساتھ قدم ملا کر چل سکیں۔باب ہشتم: انفرادی و اجتماعی پہلو استاد فرد کی زندگی کو سنوارتا ہے لیکن اس کا اثر اجتماعی سطح پر بھی ہوتا ہے۔انفرادی سطح پر: طلبہ کو تعلیم، اخلاق اور ہنر فراہم کرتا ہے۔اجتماعی سطح پر: تعلیم یافتہ اور باشعور معاشرہ تشکیل دیتا ہے۔باب نہم: چیلنجز اور مشکلات اساتذہ کو کئی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے: کم وسائل اور ناکافی سہولتیں۔ نصاب کی پیچیدگیاں۔والدین اور معاشرے کی بے توجہی۔اساتذہ کی تربیت میں کمی۔ان مشکلات کے باوجود ایک مخلص استاد اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔باب دہم: مثالی اساتذہ کے کردار سے مثالیں دنیا کی تاریخ ایسے اساتذہ سے بھری پڑی ہے جنہوں نے اپنی محنت اور اخلاص سے قوموں کی تقدیر بدل دی۔سقراط اور افلاطون نے فلسفے کی دنیا کو نئی راہیں دکھائیں۔سرسید احمد خان نے برصغیر کے مسلمانوں کو تعلیم کی طرف راغب کیا۔علامہ اقبال نے نوجوانوں کو خودی اور بیداری کا پیغام دیا۔باب یازدہم: نتائج و سفارشات 1.اساتذہ کی تربیت اور استعداد بڑھانے کے لیے جدید کورسز اور ورکشاپس کرائی جائیں۔2.اساتذہ کو مناسب مراعات اور عزت دی جائے۔3.نصاب کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔4.والدین اور اساتذہ کے درمیان رابطے کو مضبوط بنایا جائے۔باب دوازدہم: نتیجتاً معیاری تعلیم کسی بھی قوم کی ترقی کی ضمانت ہے اور اس کے قیام میں سب سے بڑا کردار استاد کا ہے۔استاد صرف ایک پڑھانے والا نہیں بلکہ ایک رہنما، مصلح اور معمار قوم ہے۔اگر اساتذہ اپنی ذمہ داری اخلاص، محنت اور جدید تقاضوں کے مطابق ادا کریں تو ایک روشن، ترقی یافتہ اور باکردار معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔

ریجنل ڈائریکٹر لاہور ملک امان اللہ

طلبہ کی رہنمائی اور سہولت فراہم کرنا علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے عملے کی اولین ذمہ داری ہے

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ریجنل ڈائریکٹر امان اللہ ملک نے کہا ہے کہ طلبہ کی رہنمائی اور سہولت فراہم کرنا یونیورسٹی کے عملے کی اولین ذمہ داری ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر کسی طالب علم کو تعلیمی امور میں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو وہ بلا جھجک سٹاف یا براہ راست ان سے رابطہ کرے، ان کے مسائل کو فوری طور پر حل کیا جائے گا۔ریجنل ڈائریکٹر امان اللہ ملک نے یہ بات طلبہ کے ایک وفد سے ملاقات کے دوران کہی۔انہوں نے کہا کہ طلبہ کے مسائل کا بروقت حل ان کی ترجیح ہے اور اس ضمن میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔اس موقع پر ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر عظمیٰ نے کہا کہ یونیورسٹی میں اگلے سیشن کے لیے کلاسز اور مشقوں کے سلسلے میں کام تیزی سے جاری ہے، جبکہ مرکزی دفتر کی جانب سے طلبہ کو نئے کورسز کی کتب بھی جلد مہیا کر دی جائیں گی۔انہوں نے مزید کہا کہ طلبہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی مشقیں مقررہ مدت کے اندر مکمل کریں تاکہ ان کا تعلیمی سلسلہ بلاتعطل جاری رہ سکے۔

جامعات اور صنعتوں کے مابین تعاون

ڈاکٹر انجینئر علی اعظم

انسان نے ہزاروں برس سے اپنی تقدیر کا تعین کرنے اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے کے لیے مختلف راستے اپنائے ہیں جہاں اس نے اپنے ماحول اور فطرت کو سمجھ کر بقاء اور ترقی کے لیے علم کی جستجو کی۔ ابتداء میں انسان نے قدرتی مظاہر (phenomena) کو سمجھنے کے لیے مشاہدہ، نظارت (surveillance)، اور قیاس آرائی کا سہارا لیا۔ وہ اپنے ماحول میں ہونے والی تبدیلیوں سے نتائج اخذ کرنے کی کوشش کرتا جیسے دن اور رات کا آنا جانا، موسم کی تبدیلی اور قدرتی آفات کا وقوع پذیر ہونا۔ اس دوران اس نے قدرتی دنیا کے بارے میں مختلف مفروضے (hypotheses) قائم کیے جنہیں بعد میں سائنسی تحقیق نے درست یا غلط ثابت کیا۔ مشاہدہ اور قیاس آرائی وہ ابتدائی طریقے تھے جن کے ذریعے انسان نے فطرت کو سمجھنے کی کوشش کی اور یہ علمی سفر انسان کی ترقی کے لیے اہم سنگ میل ثابت ہوا۔ یہ ابتدائی تجربات ہی آج کے سائنسی طریقہ کار کی بنیاد بنے جو بعد میں تجرباتی تحقیق (empirical research) اور منطقی استدلال (logical reasoning) پر مبنی ہو کر علم کو منظم اور عملی شکل دینے کا ذریعہ بنے۔ یہی علمی سفر بعد میں صنعتی ترقی کی بنیاد ثابت ہوا جہاں ان نتائج کی روشنی میں انسان نے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے ٹیکنالوجی اور مصنوعات کی تخلیق کی۔ جدت کا مقصد صرف نئی ایجادات تخلیق کرنا نہیں بلکہ ایک ایسی دنیا بنانا ہے جہاں انسان مسائل (problems) سے آزاد ہو کر اپنی صلاحیتوں کو بہترین طریقے سے بروئے کار لا سکے۔ یہ سفر کبھی ختم نہیں ہوتا کیونکہ انسان ہمیشہ نئی مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرتا ہے اور ان کا حل تلاش کرنے کے لیے جدت کی راہ پر گامزن رہتا ہے۔ وہ معاشرے ترقی پاتے ہیں جو جدت کے سفر کو کامیابی سے آگے بڑھاتے ہیں۔ یہ معاشرے نہ صرف نئی ایجادات کرتے ہیں بلکہ انہیں عملی شکل دے کر سماجی مسائل کے حل میں مؤثر طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ ایسے افراد جو اپنی محنت، تحقیق اور عزم سے نہ صرف اپنے معاشرتی دائرے میں تبدیلی لاتے ہیں بلکہ دوسروں کو رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور ان ایجادات سے فائدہ اٹھا کر نئے امکانات کے دروازے کھولتے ہیں وہ ترقی کے حقیقی علمبردار بنتے ہیں۔ یہ عمل معاشرتی اور اقتصادی ترقی (economic and social development) میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے برعکس تباہ حال معاشرے جدت کے سفر میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں اور نئے سوالات اٹھاتے ہیں جو صرف زبانی جمع خرچ کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔ ایسے معاشروں میں جدت کو عملی طور پر اپنانے کی کمی ہوتی ہے جس کی وجہ سے نئی ایجادات اور خیالات کی پذیرائی محدود رہتی ہے۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف معاشی ترقی متاثر ہوتی ہے بلکہ سماجی تبدیلی (social change) کے امکانات بھی معدوم ہو جاتے ہیں۔ اسی اثنا میں صنعتوں اور جامعات کے درمیان تعاون ترقی پذیر ممالک کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے خصوصاً پاکستان جہاں تحقیق اور عملی مہارت کا امتزاج ضروری ہے۔ ترقی یافتہ دنیا میں اس اشتراک کا نظام مضبوط ہے جو معیشت، تعلیم اور تحقیق کے میدانوں میں مثبت تبدیلیاں لاتا ہے۔ یہ تعاون صنعتی مسائل کے حل اور تعلیمی میدان میں عملی تجربات کے لیے ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ صنعتیں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے جامعات کی تحقیق سے استفادہ کرتی ہیں اور جامعات اپنی تحقیقات کو عملی دنیا سے جوڑ کر ان سے بہتر نتائج حاصل کرتی ہیں۔ یہ شراکت نہ صرف معیشت کو مستحکم کرتی ہے بلکہ طلبا کو حقیقی دنیا کے تقاضوں سے ہم آہنگ بھی کرتی ہے۔ پاکستان کے سائنسی اور صنعتی پس منظر میں سماجی اور اقتصادی ترقی کو مستحکم کرنے کے لیے صنعتوں اور جامعات کے درمیان اشتراک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ تعاون تحقیق اور جدت کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ صنعتی پیداوار میں اضافے کا سبب بنے گا۔ صنعتوں کی ترقی سے خام مال کی طلب بڑھے گی، جس سے معیشت مستحکم ہو گی اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں

گے۔ صنعتی ترقی نہ صرف محنت کشوں کو روزگار فراہم کرے گی بلکہ سرمائے کے بہاؤ میں بھی بہتری لائے گی۔ اس کے ذریعے قیمتوں کو قابو میں رکھا جا سکے گا اور غیر قانونی کاروبار کا خاتمہ ممکن ہوگا۔ نئی مصنوعات کی تیاری اور ان کی برآمدات میں اضافہ ملکی معیشت کو مزید تقویت دے گا۔ اس اشتراک کے ذریعے پاکستان بین الاقوامی منڈی میں اپنی حیثیت مضبوط کرے گا۔ لیکن حقیقت اس سے مختلف ہے۔ پاکستان میں صنعتوں اور جامعات کے اہداف ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ اگر بات پاکستانی جامعات کی کی جائے تو یہ حقیقت قابل ذکر ہے کہ پاکستانی جامعات بین الاقوامی سطح پر شناخت حاصل کر رہی ہیں۔ ان کی تحقیق دنیا کے معتبر جرائد میں شائع ہو رہی ہے اور اب ان میں ایسے سائنسدان بھی موجود ہیں جو عالمی سطح کے بہترین 2٪ محققین میں شامل ہیں۔ یہ پاکستان کے علمی میدان میں ایک بڑی کامیابی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ کامیابیاں ہمارے موجودہ مسائل کا حل پیش کر سکتی ہیں؟ کیا یہ تحقیق

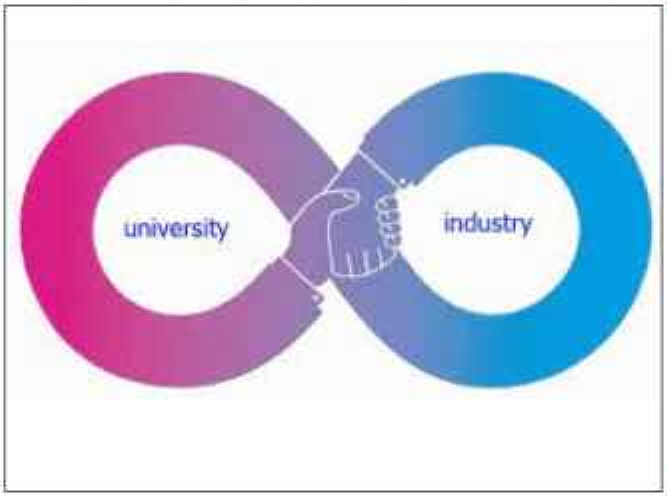

عملی طور پر صنعتوں اور معیشت کی ترقی میں معاون ہو سکتی ہے؟ یا پھر یہ کامیابیاں صرف علمی میدان تک محدود رہ جائیں گی؟ ان سوالات کے جوابات ہی ہمارے مستقبل کا تعین کریں گے۔ اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ زیادہ تحقیقاتی مضامین (research articles) اور سائنسی حوالہ جات (scientific citations) رکھنے سے ہمارے تمام مسائل حل ہو سکیں گے لیکن ان کامیابیوں کے ذریعے پاکستان کو ایک عالمی شراکت دار (global partner) کے طور پر ضرور پہچانا جا رہا ہے۔ ان تحقیقی کوششوں کے ذریعے پاکستانی محققین دیگر ماہرین کو تدریسی عمل میں جدید علم کی ترسیل فراہم کر رہے ہیں جو عالمی سطح پر علم کی ترقی میں معاون ہے۔ مزید برآں، اگر خاص طور پر انجینئرنگ یونیورسٹیوں کی بات کی جائے تو وہاں طلباء کو عموماً دو قسم کے مسائل (problems) حل کرنے کی تربیت دی جاتی ہے: (i) بنیادی انجینئرنگ مسائل (basic engineering problems) (ii) جدید ترین مسائل (cutting-edge problems) بی ایس سی انجینئرنگ (B.Sc Engineering) کی 4 سالہ ڈگری کے دوران ہر سمسٹر میں طلباء کو مختلف امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے اور وہ مختلف بنیادی انجینئرنگ مسائل کو حل کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ جب کہ ساتویں اور آٹھویں سمسٹر میں طلباء کو گروپ کی صورت میں جدید ترین مسائل حل کرنے کے لیے کہا جاتا ہے۔ اس کے لیے وہ باقاعدہ تحقیق کے عمل کو سیکھتے ہیں، لٹریچر ریویو کرتے ہیں اور اس دوران ایک ٹیم کے طور پر مختلف ناکامیوں سے گزرتے ہوئے کامیاب نتائج حاصل کرتے ہیں۔ البتہ اس عمل سے گزرتے ہوئے طلباء کو یہ ضرور پتہ چل جاتا ہے کہ وہ بنیادی انجینئرنگ مسائل کو حل کرنے کے لیے زیادہ موزوں ہیں یا جدید ترین مسائل کے لیے۔ بعد ازاں، جو طلباء جدید ترین مسائل کے لیے زیادہ موزوں ہوتے ہیں وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے سفر کرتے ہیں جبکہ بنیادی انجینئرنگ مسائل حل کرنے والے ملازمت کی تلاش میں پڑے رہتے ہیں۔ ان طلباء میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بنیادی انجینئرنگ مسائل کے حل میں دلچسپی رکھتے ہیں نہ جدید ترین مسائل میں وہ مددگار ہاتھ کے ذریعے صنعتی ملازمتیں حاصل کر لیتے ہیں یا پھر انجینئرنگ کے شعبے سے دستبردار ہو کر کسی اور شعبے میں اعلیٰ عہدوں پر نظر آتے۔ یہ دونوں غیر استعمال شدہ دماغ بیرون ملک سے ٹیکنالوجیز درآمد کرنے میں اپنا سارا وقت گزار دیتے ہیں کیونکہ ان کے دل میں یہ بات بیٹھ چکی ہوتی ہے کہ یہ کام ہم سے نہیں ہو سکے گا۔ اب بات کرتے ہیں یونیورسٹی اور صنعت کے تعاون کے بارے میں کہ آیا یہ پاکستان میں ممکن ہے؟ اس سوال کا جواب سیدھا سادہ ہے کہ کون سی صنعت تحقیق میں سرمایہ کاری کرنا چاہتی ہے اور جدت کو فروغ دینا چاہتی ہے؟ صنعت کو تو صرف پیداوار سے ہی فرصت ملے تو پھر بات ہے۔ مقامی صنعتوں میں زیادہ تر انجینئرز غیر تکنیکی (non-technical) یا مینیجریل (managerial) ملازمتیں کر رہے ہوتے ہیں جن کا کتابوں کا مطالعہ یا سائنسی ادب (scientific literature) سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ زیادہ تر پاکستانی صنعتوں میں جدید لٹریچر اور سائنسی طریقہ کار کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور قیاس آرائیوں اور مفروضات کو تجربے (experience) کا نام دے دیا جاتا ہے۔ بیشتر انجینئرز کا کام پہلے سے نصب شدہ مشینوں کی دیکھ بھال کروانا ہوتا ہے جو بیرون ملک سے درآمد کی گئی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ، غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ مل کر ان کے لیے مصنوعات کی اسمبلنگ کی جا رہی ہوتی ہے۔ صنعت کا زوال پذیر ہونا بڑی بات نہیں، اصل بات یہ ہے کہ جب صنعت تحقیق اور ترقی سے پیچھے ہٹتی ہے تو وہ کبھی بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ چند ایک کے علاوہ مقامی صنعتیں بنیادی انجینئرنگ مسائل کو بھی حل نہیں کر پا رہی ہیں تو جدید ترین مسائل کا سامنا کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ جبکہ یونیورسٹیاں جدید ترین مسائل حل کرنے پر توجہ مرکوز کر رہی ہیں کیونکہ وہ اشاعت حاصل کرنا اور عالمی سطح پر شناخت حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ اور اگر وہ مقامی صنعتوں کو ان کے بنیادی انجینئرنگ مسائل حل کرنے میں مدد فراہم کریں تو یہ ان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوگا کیونکہ عالمی علم صرف جدید ترین مسائل کے حل کو اہمیت دیتا ہے جبکہ ہماری بیشتر صنعتیں ابھی تک روایتی طریقوں (conventional methods) پر یقین رکھتی ہیں۔ چین کو اس وقت ٹیکنالوجی کے میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل ہیں اور یہ اس کی یونیورسٹی اور صنعت کے تعاون (University-Industry Collaboration) کی بدولت ممکن ہوا ہے۔ تقریباً ہر یونیورسٹی میں یونیورسٹی، صنعت، اور انٹرپرینیورشپ کے ادارے قائم کیے گئے ہیں جن میں محققین اور اساتذہ طلباء کے ساتھ مل کر صنعت کے جدید ترین مسائل پر کام کر رہے ہیں۔ آج کی تحقیق کل کی صنعتی مصنوعات کی شکل اختیار کر رہی ہیں۔ اس مقصد کے لیے اساتذہ اور

محققین کو فنڈنگ اور پروموشن دی جاتی ہے۔ چین کی نیشنل نیچرل سائنس فاؤنڈیشن دنیا کی سب سے بڑی فنڈنگ ایجنسی ہے جو تمام شعبوں میں تحقیق کے لیے فنڈز فراہم کرتی ہے۔ چینی طلباء پورہ ہفتہ بغیر چھٹی کے لیبارٹریوں میں کام کرتے ہیں۔ جگہ کی کمی کو پورا کرنے کے لیے لائبریریوں میں آن لائن سیٹ ریزرویشن کی سہولت موجود ہے۔ تجرباتی آلات تک رسائی حاصل کرنے کے لیے صنعت کے ساتھ ملحقہ طلباء صنعت میں جاتے ہیں اور یونیورسٹیوں نے مختلف ذیلی ادارے قائم کیے ہیں جو تجرباتی سہولتیں، فنڈنگ، رہائش اور اضافی الاؤنس فراہم کرتی ہیں۔ مصنف نے خود پی ایچ ڈی کی تجرباتی تحقیق ابیبن انسٹیٹیوٹ (Yibin Institute) میں روگر کی اور وہاں کی تمام سہولتوں سے استفادہ کیا۔ چین کی بائیسکل انڈسٹری جدید ٹیکنالوجی اور صنعت 0.5 کے اصولوں کو اپنانے کی قابلِ غور مثال ہے۔ ان سروسز میں ڈیجیٹل ادائیگی (digital payment)، موبائل ایپ کے ذریعے ان لاکنگ (mobile app unlocking)، سولر چارجنگ، اسمارٹ لاکنگ سسٹمز، ریموٹ لوکیشن ٹریکنگ اور سیلف ڈائگنوسس جیسے فیچرز شامل ہیں جو صارفین کے تجربے کو سہل، محفوظ اور موثر بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ، بائیسکلز میں ہائی ٹیک سنسرز اور کنیکٹڈ ڈیوائسز لگائی گئی ہیں جو ریئل ٹائم ڈیٹا (real-time data) فراہم کرتی ہیں اور ان کی کارکردگی، حالت اور مقام کا پتا چلایا جا سکتا ہے۔ یہ تمام فیچرز صنعت 0.5 کے اصولوں کی عکاسی کرتے ہیں جیسے انسان اور مشین کا ہم آہنگ استعمال، اعلیٰ خودکاری اور مقصدی طریقوں کا اپنانا، جو ٹیکنالوجی کو انسانی صلاحیتوں کے ساتھ ملا کر زیادہ فعال اور مفید بناتا ہے۔ اس کے برعکس، وطنِ عزیز میں بائیسکل کو اکثر غربت کی علامت سمجھا جاتا ہے اور جدید ٹیکنالوجی اور جدت کے فقدان کی وجہ سے یہ انڈسٹری ترقی کرنے کے بجائے زوال پذیر ہو چکی ہے۔ باقی چین کی ہائی ٹیک ٹیکنالوجیز اور ہائی اسپیڈ ٹرینز کا تو آپ کو بخوبی علم ہوگا۔ اگر آپ پاکستان کی مقامی صنعت کی جدت پر نظر ڈالنا چاہتے ہیں تو Pakistan IPO- کے پیٹنٹ اور صنعتی ڈیزائن کے ای جرنل (e-journal) کو ملاحظہ فرمالیں صورت حال آپ کے سامنے ہوگی۔ یہ صورتحال ظاہر کرتی ہے کہ پاکستان مقامی صنعت عالمی معیار کے مطابق ترقی نہیں کر پا رہی اور بہت سی صنعتیں صرف روایتی طریقوں پر کام کر رہی ہیں جو عالمی سطح پر مسابقت کے لیے ناکافی ہیں۔ ہزاروں کوششوں کے باوجود پاکستان میں یونیورسٹی-انڈسٹری تعاون کی کوششیں موثر ثابت نہیں ہو رہیں اور یہ سلسلہ جاری رہنے کا امکان ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جب انڈسٹری خود یونیورسٹی کو رابطہ نہیں کرتی، فنڈز فراہم نہیں کرتی اور تحقیق کے لیے مناسب سہولتیں مہیا نہیں کرتی تو پھر جدید مسائل پر کام کرنا کیسے ممکن ہے؟ کون چاہے گا کہ نئی ٹیکنالوجیز کی ترقی میں سرمایہ کاری کرے اور متعدد ناکامیوں کا سامنا کرے، جب کہ بیرونِ ملک سے ٹیکنالوجی درآمد کرنے سے وقتی فائدہ حاصل ہو رہا ہو؟ جدید دور میں جب کہ انٹرنیٹ بیسڈ ٹیکنالوجیز، خصوصاً انڈسٹری 0.5، مشین لرننگ اور آرٹیفیشل انٹیلی جنس کی ترقی تیزی سے ہو رہی ہے اس وقت ہر ٹیکنالوجی کو درآمد کرنا اور دوسروں پر انحصار کرنا خطرات سے خالی نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک کی ٹیکنالوجیز پر انحصار کرنے سے ہمیں صرف ان کے فوائد حاصل ہوتے ہیں بلکہ ان کے پیچیدہ نظام، ڈیٹا سیکیورٹی مسائل اور تکنیکی خودمختاری کی کمی کے خطرات بھی درپیش ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ، نئی ٹیکنالوجیز کا انحصار عالمی سطح پر ایک خاص ملک یا کمپنی کے تسلط کی طرف بھی لے جا سکتا ہے جو سیاسی، معاشی اور حکومتی سطح پر کسی بھی ملک کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔ یاد رہے کہ کسی کے بلب سے روشنی حاصل کرنے کے لیے گھر کی دیواریں نیچی رکھنی پڑتی ہیں، کھڑکیاں اور دروازے کھلے رکھنے پڑتے ہیں۔ مطلب یہ کہ آپ کی پرائیویسی اور سیکیورٹی کسی اور کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے۔ تاہم، محض درآمدی ٹیکنالوجیز پر انحصار کرتے رہنے سے ہم عالمی مسابقت میں پیچھے رہ جائیں گے۔ اس کے برعکس، اگر ٹیکنالوجیز کو درآمد کرنے کے بجائے مقامی تحقیق اور جدت پر انحصار کرتے ہوئے اپنایا جائے تو یہ عمل نہ صرف ہماری خودمختاری میں اضافہ کرے گا بلکہ ملکی معیشت کو بھی پائیدار ترقی کی راہ پر گامزن کرے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ پاکستان میں صنعتوں اور جامعات کے درمیان مضبوط اور پائیدار تعاون قائم ہو تاکہ ہم ایک ترقی یافتہ قوم بن سکیں اور اپنے داخلی مسائل کا حل خود تلاش کر سکیں۔ معروف شاعر اور مزاح نگار محترم انور مسعود صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ کوئی گورا (غیر ملکی) شخص ہو اور اس کے ہاتھ میں اردو میں لکھا ہوا ایک فارم ہو اور وہ آ کر مجھے کہے کہ اس فارم کو پُر کر دیں۔ یہ بات سن کر میری عمر بھر کی تھکن دور ہو جائے۔

آفس آف ریسرچ انوویشن اینڈ کمرشلائزیشن اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے زیرِ اہتمام منعقدہ پہلی فیکلٹی تعریفی تقریب سے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد کامران، وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر شازیہ انجم، وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر مظہر ایاز اور ڈائریکٹر اورک پروفیسر ڈاکٹر محمد عاطف خطاب کر رہے ہیں

وفاقی وزیر رانا تنویر حسین زیتون کی کاشت کے حوالے سے کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں۔

وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی ڈاکٹر محمد علی شاہ فلسطین یونیورسٹی کے وفد کی قائد کو شیلڈ دیتے ہوئے۔

سیکرٹری سکولز پنجاب خالد نذیر وٹو سکولوں میں سائنس لیبارٹری کے حوالے سے منعقدہ اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں۔

وائس چانسلر یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ڈاکٹر شاہد منیر سیرت طیبہ ﷺ پر عظیم الشان نمائش کا افتتاح کر رہے ہیں۔

فروغ علم اور تعلیمی سرگرمیوں سے آگاہی کے لئے ماہنامہ علمیت لاہور کے خریدار بنیں

وزیراعلیٰ مریم نواز شریف راولپنڈی ڈویژن کے لیے ہونہار سکالرشپ اور لیپ ٹاپ سکیم فیز ٹو کے تحت لیپ ٹاپ تقسیم کر رہی ہیں۔

محکمہ ہائر ایجوکیشن پنجاب اور محکمہ توانائی کے درمیان سرکاری کالجوں اور عمارتوں کی سولرائزیشن کے لیے مفاہمتی یادداشت پر دستخط۔

پنجاب یونیورسٹی پرو وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر خالد محمود و دیگر انسٹیٹیوٹ آف سوشل اینڈ کلچرل سٹڈیز کے زیر اہتمام سیمینار میں سٹیج پر بیٹھے ہیں۔